QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اقوام متحدہ کے معاشی ترقیاتی اہداف (SDGs 2030) اور اسلامی نظام معیشت: ایک تقابلی و تنقیدی مطالعہ

United Nations Sustainable Development Goals (SDGs 2030) and the Islamic Economic System: A Comparative and Critical Study

Hafiz Farhal Ameer
EST Teacher, School Education Department, Punjab, GBH School, Harbanspura, Lahore. / Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore
Email: hafizfarhal786@gmail.com
Dr. Irfan Jafar
Assistant Prof., Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore
Email: i.z03035040887@gmail.com

Abstract

Islamic teachings provide comprehensive and timeless guidance for humanity in all eras and circumstances. The Sustainable Development Goals (SDGs 2030) presented by the United Nations represent a major global development framework of the modern age, adopted in 2015 by all UN member states, including Pakistan. These goals aim to address critical global challenges such as poverty, hunger, inequality, and economic instability by integrating social, economic, and environmental dimensions of development. This research presents a comparative and critical study of the United Nations Sustainable Development Goals, with particular focus on Goal 1 (No Poverty) and Goal 2 (Zero Hunger), in the light of the Islamic economic system. The primary objective of the study is to examine whether the principles and mechanisms provided by the Holy Qur'an, Sunnah of the Prophet Muhammad ﷺ, and Islamic jurisprudence regarding poverty and hunger alleviation align with the objectives of the SDGs, and to what extent Islam offers a more comprehensive and value-based framework. The study reveals that Islam does not treat poverty and hunger merely as economic issues but regards them as collective moral and social responsibilities. Institutional mechanisms such as Zakat, Sadaqat, Ushr, Waqf, and Bayt al-Mal ensure equitable distribution of wealth, social protection, and food security. While the SDGs largely emphasize policy-driven and material development, the Islamic economic system integrates these objectives with social justice, human dignity, and accountability in both worldly and spiritual dimensions. This research employs applied, qualitative, descriptive, and argumentative methodologies, utilizing data from the Qur'an and Hadith, classical Islamic jurisprudence, United Nations documents, and official records of Pakistan. The findings indicate that aligning SDGs 2030 with Islamic economic principles can lead to a more just, sustainable, and human-centered development model, particularly in addressing poverty and hunger.

Key Words: *Islamic Economic System, United Nations, Sustainable Development Goals, Poverty, Hunger, Social Justice.*

تعارف

عصرِ حاضر میں عالمی سطح پر معاشی، سماجی اور ماحولیاتی چیلنجز نے انسانیت کے مستقبل کو ایک نازک موڑ پر لا کھڑا کیا ہے۔ بڑھتی ہوئی غربت،

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

غذائی عدم تحفظ، ماحولیاتی آلودگی، وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم اور معاشی عدم مساوات نے ترقی کے روایتی تصورات کو ناکافی ثابت کر دیا ہے۔ انہی حالات کے پیشِ نظر اقوامِ متحدہ نے 2015ء میں پائیدار ترقی کے اہداف (Sustainable Development Goals – SDGs 2030) متعارف کرائے، جن کا مقصد 2030ء تک دنیا کو غربت، بھوک، جہالت، بیماری اور ماحولیاتی تباہی سے نجات دلانا ہے۔SDGs کا تصور پائیدار ترقی کی چار بنیادی جہتوں "معاشیات، معاشرہ، ماحولیات اور ثقافت" کے باہمی امتزاج پر قائم ہے۔ تاہم عملی سطح پر ان اہداف کے نفاذ میں سنجیدگی، شفافیت اور ادارہ جاتی کمزوریوں کے باعث کئی ممالک، خصوصاً ترقی پذیر اور مسلم اکثریتی ممالک، خاطر خواہ پیش رفت نہ کر سکے۔ پاکستان جیسے ممالک کو آبادی میں تیز رفتار اضافہ، وسائل کی کمی، کمزور گورننس، ماحولیاتی خطرات اور غیر ملکی امداد پر بڑھتے ہوئے انحصار جیسے مسائل کا سامنا ہے۔

دوسری جانب اسلامی نظامِ معیشت قرآن و سنت پر مبنی ایک ایسا جامع فلاحی ماڈل پیش کرتا ہے جس کی اساس عدلِ اجتماعی، کفالتِ عامہ، وسائل کی منصفانہ تقسیم، سود سے پاک معیشت اور اخلاقی ذمہ داری پر ہے۔ زکوٰۃ، وقف، صدقات اور بیت المال جیسے ادارے نہ صرف غربت کے خاتمے بلکہ پائیدار سماجی و معاشی ترقی کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ اقوامِ متحدہ کے SDGs 2030 اور اسلامی نظامِ معیشت کے درمیان تقابلی و تنقیدی مطالعہ پیش کرتا ہے اور اس امر کا جائزہ لیتا ہے کہ آیا یہ عالمی اہداف اسلامی معاشی اصولوں سے ہم آہنگ ہیں یا ان میں فکری و عملی خلا موجود ہے۔

اس تحقیق کا بنیادی موضوع اقوامِ متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف 2030 اور اسلامی نظامِ معیشت کا تقابلی و تنقیدی تجزیہ ہے، جس میں خصوصاً درج ذیل پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا:

- SDGs کے معاشی و سماجی اہداف اور اسلامی معاشی تعلیمات کے درمیان ہم آہنگی یا تضاد۔
- غیر ملکی امداد اور پروجیکٹ بیسڈ ڈویلپمنٹ کے مقابلے میں اسلامی فلاحی اداروں (زکوٰۃ و وقف) کی افادیت۔
- مسلم اکثریتی ممالک، بالخصوص پاکستان، میں SDGs کے نفاذ میں درپیش رکاوٹیں۔
- اسلامی سماجی مالیات (Islamic Social Finance) کو SDGs کے حصول میں مؤثر طور پر استعمال کرنے کے امکانات۔

ضرورت و اہمیت

اس تحقیق کی ضرورت اور اہمیت کئی جہات سے نمایاں ہے:

* موجودہ عالمی معاشی نظام قرض، سود اور غیر ملکی امداد پر مبنی ہے، جس نے ترقی پذیر ممالک کو خود کفالت کے بجائے مسلسل انحصار کا شکار بنا دیا ہے۔ اس تناظر میں اسلامی معاشی نظام ایک متبادل ماڈل فراہم کرتا ہے جس پر سنجیدہ تحقیق ناگزیر ہے۔
* SDGs 2030 آج عالمی ترقی کا مرکزی بیانیہ بن چکے ہیں، جبکہ اسلامی معاشی اصول صدیوں قبل انہی مقاصد یعنی غربت کا خاتمہ، سماجی انصاف، انسانی وقار اور پائیدار ترقی کو واضح کر چکے ہیں۔ ان دونوں کے تقابلی مطالعے کی علمی و عملی اہمیت مسلم ہے۔
* پاکستان میں غیر ملکی پروجیکٹ امداد تعلیم، صحت اور انفراسٹرکچر میں استعمال ہو رہی ہے، مگر ان کی پائیداری اور مقامی ضروریات سے مطابقت ایک بڑا سوال ہے۔ یہ تحقیق ان منصوبوں کو اسلامی معاشی اصولوں کی روشنی میں جانچنے میں مدد دے گی۔
* زکوٰۃ اور وقف جیسے اسلامی ادارے غربت، تعلیم، صحت اور ماحولیاتی تحفظ میں نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں، بشرطیکہ ان کا شفاف

اور مؤثر نظام قائم کیا جائے۔ یہ تحقیق اس سمت میں عملی رہنمائی فراہم کرے گی۔

* تحقیق کے نتائج پالیسی سازوں، ماہرینِ معاشیات اور اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے ایک ایسی حکمتِ عملی تشکیل دینے میں معاون ثابت ہوں گے جو قومی خود مختاری، اخلاقی معیشت اور پائیدار ترقی کو یقینی بنا سکے۔

بنیادی سوالاتِ تحقیق

اس تحقیق میں درج ذیل بنیادی سوالات کے جوابات تلاش کیے جائیں گے:

* اقوامِ متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف 2030 کے معاشی مقاصد کیا ہیں؟
* اسلامی نظامِ معیشت کن اصولوں پر قائم ہے اور اس کے بنیادی معاشی ادارے کون سے ہیں؟
* SDGs 2030 اور اسلامی معاشی تعلیمات کے درمیان کن پہلوؤں سے ہم آہنگی پائی جاتی ہے؟
* کیا SDGs کے نفاذ میں غیر ملکی امداد پر انحصار اسلامی معاشی اصولوں سے متصادم ہے؟
* زکوٰۃ اور وقف مسلم اکثریتی ممالک میں SDGs کے حصول میں کس حد تک مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں؟
* پاکستان میں SDGs کے نفاذ میں کون سی معاشی، سماجی اور ادارہ جاتی رکاوٹیں حائل ہیں؟
* اسلامی معاشی نظام کو ایک عملی متبادل کے طور پر کس طرح اختیار کیا جا سکتا ہے؟

مقاصدِ تحقیق

اس تحقیق کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

* اقوامِ متحدہ کے SDGs 2030 کا تعارف اور ان کے معاشی و سماجی پہلوؤں کا تجزیہ کرنا۔
* اسلامی نظامِ معیشت کے بنیادی اصولوں اور اداروں (زکوٰۃ، وقف، کفالتِ عامہ) کا تفصیلی مطالعہ کرنا۔
* SDGs اور اسلامی معاشی تعلیمات کے درمیان تقابلی و تنقیدی جائزہ پیش کرنا۔
* مسلم اکثریتی ممالک، خصوصاً پاکستان، میں SDGs کے نفاذ کے مسائل کی نشاندہی کرنا۔
* زکوٰۃ اور وقف کو پائیدار ترقی کے اہداف کے حصول میں مؤثر بنانے کے امکانات کا جائزہ لینا۔
* غیر ملکی امداد کے مقابلے میں اسلامی معاشی ماڈل کی افادیت کو واضح کرنا۔
* پالیسی سازوں کے لیے ایسی سفارشات پیش کرنا جو اسلامی اقدار اور عالمی ترقیاتی اہداف کے درمیان عملی ہم آہنگی پیدا کر سکیں۔

اقوامِ متحدہ کے نزدیک ترقی کا تصور بنیادی طور پر معاشی نمو، صنعتی توسیع، روزگار کے مواقع کی فراہمی، سرمایہ کاری، تجارتی سرگرمیوں اور ریاستی و عالمی سطح پر تعاون و اشتراک پر مبنی ہے۔ اسی تصور کے تحت پائیدار ترقیاتی اہداف 2030 (SDGs) مرتب کیے گئے، جن میں غربت کے خاتمے، معاشی استحکام، بہتر معیارِ زندگی، اور جدید ٹیکنالوجی کے فروغ کو ترقی کا بنیادی پیمانہ قرار دیا گیا ہے (UN, 2015)۔ اس فریم ورک میں ترقی کو زیادہ تر مادی خوشحالی، پیداوار میں اضافہ اور اقتصادی اشاریوں کی بہتری کے ساتھ جوڑا گیا ہے، جبکہ اخلاقی اقدار، روحانی تربیت اور انفرادی اخلاقی ذمہ داری کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

تصورِ ترقی: اقوامِ متحدہ اور اسلامی نظامِ معیشت

اگرچہ SDGs 2030 میں سماجی فلاح، صنفی مساوات، صحت، تعلیم اور ماحولیاتی تحفظ جیسے پہلو شامل ہیں، تاہم ان کا اطلاق زیادہ تر پالیسی سازی، ادارہ جاتی اصلاحات اور معاشی نمو تک محدود رہتا ہے۔ اس تناظر میں اقوامِ متحدہ کا تصورِ ترقی ایک ایسا ماڈل پیش کرتا ہے جس میں انسان کو زیادہ تر معاشی اکائی (Economic Unit) کے طور پر دیکھا جاتا ہے، نہ کہ ایک اخلاقی و روحانی ذمہ داری رکھنے والی ہستی کے طور پر ہے۔ اس کے برعکس اسلامی نظامِ معیشت میں ترقی کا تصور محض دولت کے انبار، قومی آمدن میں اضافے یا صنعتی ترقی تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک ہمہ جہتی، اخلاقی اور اقدار پر مبنی تصور ہے، جس کی بنیاد فلاحِ دنیا و آخرت پر قائم ہے۔ اسلام انسان کو زمین میں اللہ کا خلیفہ قرار دے کر معاشی سرگرمیوں میں اسے ایک باوقار، ذمہ دار اور جواب دہ حیثیت عطا کرتا ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا﴾[(1)]

''اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بہت سی برتری دی۔''

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اسلامی معیشت میں ترقی کا مرکز انسانی وقار ہے، نہ کہ محض سرمایہ اور پیداوار۔ اسی طرح قرآن کریم عدلِ اجتماعی کو اسلامی معاشی نظام کی اساس قرار دیتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾[(2)]

''بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے۔''

یہ اصول اس امر کی دلیل ہے کہ اسلامی تصورِ ترقی میں معاشی سرگرمیاں اخلاقی حدود کے اندر رہ کر انجام دی جاتی ہیں اور دولت کی تخلیق کے ساتھ اس کی منصفانہ تقسیم کو بھی ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے معاشی انصاف اور سماجی فلاح کو ایمان سے جوڑتے ہوئے فرمایا:

(لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَبِيتُ وَجَارُهُ إِلَى جَنْبِهِ جَائِعٌ) [(3)]

ترجمہ: وہ شخص کامل مومن نہیں جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔

یہ حدیث اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اسلام میں غربت، بھوک اور معاشی محرومی محض معاشی مسائل نہیں بلکہ اخلاقی اور سماجی ذمہ داریاں ہیں۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں اسلامی تصورِ ترقی اور SDGs 2030 کے درمیان ایک بنیادی اشتراک پیدا ہوتا ہے، کیونکہ دونوں نظام غربت کے خاتمے، باعزت روزگار اور سماجی تحفظ پر زور دیتے ہیں۔

تاہم، بنیادی فرق یہ ہے کہ SDGs 2030 میں ترقی زیادہ تر مادی فلاح، معاشی اشاریوں اور ریاستی پالیسی فریم ورک تک محدود رہتی ہے، جبکہ

---

(1) الاسراء:۷۰۔

(2) النحل:۹۰۔

(3) حاکم، محمد بن عبد اللہ، متوفی405ھ، کتاب البر والصلة، واما حدیث عبد اللہ بن عمرو، (ط۔1، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1411ھ) رقم الحدیث7307۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اسلامی نظامِ معیشت انہی اہداف کو ایک اخلاقی، روحانی اور عادلانہ بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اسلام کے نزدیک ترقی کا مقصد صرف معاشی استحکام نہیں بلکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جہاں دولت، وسائل اور مواقع کی تقسیم عدل، احسان اور کفالتِ عامہ کے اصولوں کے تحت ہو۔ یوں اسلامی نظامِ معیشت انسان کو محض پیداوار کا ذریعہ نہیں بلکہ معاشی نظام کا مرکز قرار دیتا ہے اور ترقی کا ایک ایسا پائیدار، منصفانہ اور اخلاقی تصور پیش کرتا ہے جو اقوامِ متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف سے ہم آہنگ ہونے کے باوجود ان سے فکری و اقداری سطح پر کہیں زیادہ جامع اور دیرپا ہے۔

عالمی طاقتوں کے معاشی ایجنڈے اور SDGs 2030

انسان فطری طور پر اپنی بقا اور ارتقاء کے لیے دستیاب وسائل کو بروئے کار لانے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ یہی غریزی جذبہ اسے جدوجہدِ حیات پر آمادہ رکھتا ہے۔ انسانی تاریخ کے ابتدائی ادوار میں انسان نے درختوں، حیوانات اور قدرتی وسائل کو خوراک، لباس اور رہائش کے لیے استعمال کیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ خاندان، قبیلے اور پھر قومیں وجود میں آئیں۔ انسانی آبادی میں اضافے اور علم و تجربے میں وسعت کے ساتھ انسان کی دوسروں پر غلبہ حاصل کرنے اور انہیں اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنے کی صلاحیت میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔
تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جب بھی افرادی قوت، وسائل اور علم کے اعتبار سے طاقتور گروہوں نے کمزور طبقات پر غلبہ حاصل کیا، تو استحصال، ناانصافی اور تصادم نے جنم لیا۔ اسی تناظر میں انسانی معاشروں میں اختلافات، جنگوں اور کشمکش کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا۔ ان حالات نے عدل و انصاف، انسانی حقوق اور امن و امان کے قیام کے لیے قوانین کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ چنانچہ ایک طرف انسان نے اپنی محدود عقل اور مفادات کے تحت قوانین بنائے، جبکہ دوسری طرف خالقِ کائنات نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے انسانیت کو ایسے آفاقی قوانین عطا کیے جو انسانی فطرت، اخلاقی اقدار اور اجتماعی فلاح کے عین مطابق تھے۔
انسانی ساختہ قوانین اکثر کم علمی، خود غرضی، نسلی و قومی تعصبات اور طاقت کے غلط استعمال کے باعث حقیقی عدل و انصاف قائم کرنے میں ناکام رہے۔ جب بھی انسانی نظاموں کو الٰہی ہدایات پر ترجیح دی گئی، فرعونی، استبدادی اور استعماری نظام وجود میں آئے، جن کا بنیادی مقصد کمزور اقوام کو غلام بنا کر ان کے وسائل اور محنت سے فائدہ اٹھانا تھا۔ یہی تاریخی پس منظر عصرِ حاضر کے عالمی نظام کو سمجھنے میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

جدید دور میں سائنسی ترقی، جدید ٹیکنالوجی، عالمی اداروں کے قیام اور بین الاقوامی تعاون کے نعروں نے بظاہر انسانیت کی خدمت اور عالمی امن کے قیام کے نئے امکانات پیدا کیے۔ تاہم عملی سطح پر یہی ترقی سیاسی، معاشی اور ٹیکنالوجی کے اعتبار سے طاقتور ریاستوں اور ملٹی نیشنل اداروں کے لیے ایک ایسا ذریعہ بن گئی، جس کے ذریعے وہ کمزور اور ترقی پذیر اقوام کو اپنے معاشی و سیاسی مفادات کے لیے استعمال کر سکیں۔
اس تناظر میں ایک ایسے عالمی فکری اور قانونی فریم ورک کی ضرورت محسوس کی گئی جو ترقی، فلاح اور پائیداری کے نام پر دنیا کو ایک مخصوص سمت میں لے جا سکے۔

اقوامِ متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف 2030 (SDGs) کو اسی عالمی تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ بظاہر یہ اہداف غربت کے خاتمے، معاشی ترقی، ماحولیاتی تحفظ اور سماجی فلاح جیسے مثبت مقاصد پر مشتمل ہیں، مگر ناقدین کے نزدیک ان اہداف کی تشکیل، ترجیحات اور نفاذ کے طریقۂ کار میں عالمی طاقتوں کے معاشی اور سیاسی ایجنڈے کارفرما ہیں۔ SDGs کے تحت پیش کیے جانے والے ترقیاتی ماڈلز اکثر ایسے پالیسی ڈھانچوں

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

سے جڑے ہوتے ہیں جو ترقی پذیر ممالک کو عالمی مالیاتی اداروں، غیر ملکی سرمایہ کاری اور قرضوں کے نظام سے مزید وابستہ کر دیتے ہیں۔

یوں SDGs 2030 ایک جانب تو پائیدار ترقی کا بیانیہ پیش کرتے ہیں، لیکن دوسری جانب یہ عالمی معاشی نظام میں طاقتور ریاستوں کے غلبے کو برقرار رکھنے کا ایک مؤثر ذریعہ بھی بن سکتے ہیں۔ خاص طور پر مسلم اور ترقی پذیر ممالک میں ان اہداف کا نفاذ اکثر مقامی سماجی اقدار، معاشی خود کفالت اور اسلامی معاشی اصولوں سے ہم آہنگ ہونے کے بجائے عالمی معاشی ڈھانچے کے تابع نظر آتا ہے۔

ہدف نمبر1: غربت کا خاتمہ

اقوام متحدہ کے پائیدار ترقیاتی ایجنڈا کے اہداف میں 17 اہداف ہیں جن میں سے زیادہ تر کا تعلق معاشی اہداف سے ہے۔ اقوامِ متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs 2030) میں غربت کا خاتمہ بنیادی اور اولین ہدف کی حیثیت رکھتا ہے،[1] کیونکہ غربت کو دیگر تمام معاشی، سماجی اور اخلاقی مسائل کی جڑ تصور کیا جاتا ہے۔ ایجنڈا2030 کے مطابق دنیا سے انتہائی غربت کے مکمل خاتمے، سماجی تحفظ کے مؤثر نظام کے قیام، اور کمزور و محروم طبقات کے لیے ریاستی معاونت کو یقینی بنانا عالمی برادری کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اقوامِ متحدہ کے نزدیک غربت محض آمدنی کی کمی کا نام نہیں، بلکہ وسائل تک عدم رسائی، بنیادی سہولیات کی عدم دستیابی، مواقع کے فقدان اور سماجی عدم تحفظ کا مجموعی نتیجہ ہے۔

SDGs 2030 میں غربت کے خاتمے کی حکمتِ عملی

ایجنڈا2030 کے تحت غربت کے خاتمے کے لیے درج ذیل اقدامات طے کیے گئے ہیں:

* 2030 تک دنیا بھر سے انتہائی غربت (یومیہ 1.25 ڈالر سے کم آمدن) کا خاتمہ۔
* قومی تعریف کے مطابق غربت میں زندگی گزارنے والے مردوں، عورتوں اور بچوں کی تعداد میں کم از کم 50 فیصد کمی۔
* سماجی تحفظ اور سماجی سلامتی کے جامع نظام کا نفاذ، خصوصاً کمزور اور محروم طبقات کے لیے۔
* تمام افراد، بالخصوص غریبوں، کو اقتصادی وسائل، زمین، جائیداد، قدرتی وسائل، جدید ٹیکنالوجی اور مالیاتی خدمات تک مساوی رسائی۔
* موسمیاتی تبدیلیوں، قدرتی آفات اور معاشی و سماجی خطرات کے اثرات سے غریب طبقات کا تحفظ۔
* اگرچہ یہ اہداف بظاہر جامع اور انسان دوست نظر آتے ہیں، تاہم ان کے نفاذ میں عالمی مالیاتی اداروں، بیرونی امداد اور قرضوں پر انحصار ترقی پذیر ممالک کو ایک نئے معاشی انحصار کی طرف لے جاتا ہے، جس پر تنقیدی سوالات اٹھتے ہیں۔

اسلامی نظامِ معیشت میں غربت کا تصور اور حل

اسلامی نظامِ معیشت میں غربت کا خاتمہ محض ریاستی پالیسی نہیں بلکہ دینی، اخلاقی اور سماجی فریضہ ہے۔ اسلام غربت کو انسانی وقار کے منافی قرار دیتا ہے اور اس کے مستقل اور پائیدار خاتمے کے لیے ایک مکمل معاشی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔

(1)https://www.undp.org/sustainable-development-goals/no-poverty,

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

زکوٰۃ: غربت کے خاتمے کا بنیادی ادارہ

اسلام میں زکوٰۃ کو فرض قرار دے کر دولت کی منصفانہ تقسیم اور محروم طبقات کی کفالت کو یقینی بنایا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ﴾[1]

”زکوٰۃ تو فقراء اور مساکین ہی کے لیے ہے۔“

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اسلامی معیشت میں غربت کے خاتمے کے لیے ایک باقاعدہ، لازمی اور منظم مالی نظام موجود ہے، جو محض رضاکارانہ خیرات پر منحصر نہیں۔

صدقات، انفاق اور معاشرتی توازن

قرآنِ مجید صدقات و خیرات کو معاشرتی توازن اور غربت کے خاتمے کا مؤثر ذریعہ قرار دیتا ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ-وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ-وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾[2]

”ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔“

یہ تصور نہ صرف عطیہ دینے والے کی روحانی تربیت کرتا ہے بلکہ معاشرے میں مالی گردش کو بھی فروغ دیتا ہے، جس سے غریب کی حاجت روائی ممکن ہوتی ہے۔

اسلامی ریاست اور بیت المال کا کردار

اسلامی ریاست میں بیت المال غربت کے خاتمے کا مرکزی ادارہ ہے، جو زکوۃ، صدقات، خراج، جزیہ اور دیگر ذرائع سے وسائل جمع کر کے کمزور طبقات کی کفالت کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ریاستی ذمہ داری کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))[3]

”تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔“

یہ حدیث اسلامی حکمرانی میں جوابدہی، کفالتِ عامہ اور اخلاقی قیادت کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

دولت کے ارتکاز اور احتکار کی ممانعت

اسلام دولت کے چند ہاتھوں میں ارتکاز کی سختی سے نفی کرتا ہے اور اسی ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ﴾[4]

”تاکہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتی رہے۔“

---

(1) التوبۃ:۶۰۔

(2) البقرۃ:۲۶۱۔

(3) البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ **الجامع الصحیح**، كِتَابُ الأَحْكَامِ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى، رقم الحدیث:7138۔

(4) الحشر:۰۷۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ذخیرہ اندوزی کو لعنت قرار دیا:

((الْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ))[1]

"ذخیرہ اندوز ملعون ہے۔"

یہ تعلیمات اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ مارکیٹ کا نظام اخلاقی حدود میں رہے اور غریب استحصال کا شکار نہ ہو۔

اسلامی تصورِ غربت: خود کفالت اور عزتِ نفس

اسلام غربت کے خاتمے کے لیے وقتی امداد کے بجائے خود کفالت پر زور دیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فقراء کو اس قدر وسائل دیے جاتے تھے کہ وہ مستقل محتاج نہ رہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی معیشت کا مقصد لوگوں کو بھکاری بنانا نہیں بلکہ باعزت اور خود مختار شہری بنانا ہے۔

SDGs 2030 غربت کے خاتمے کو عالمی تعاون، پالیسی سازی اور مالی امداد کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں، جبکہ اسلامی نظامِ معیشت غربت کو اخلاقی انحراف، معاشرتی ناانصافی اور دولت کے غلط ارتکاز کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ اسلام زکوٰۃ، بیت المال، محنت، عدل اور اخوت کے ذریعے ایک ایسا پائیدار معاشی نظام پیش کرتا ہے جو نہ صرف غربت کا خاتمہ کرتا ہے بلکہ انسانی وقار اور سماجی استحکام کو بھی یقینی بناتا ہے۔

ہدف نمبر 2: بھوک کا خاتمہ[2]

خوراک کی کمی، بھوک اور غذائی عدم تحفظ ایک ایسا عالمی مسئلہ ہے جس نے ہر دور اور ہر معاشرے کو کسی نہ کسی صورت میں متاثر کیا ہے۔ بالخصوص وہ ممالک جہاں غربت کی شرح زیادہ ہے، وہاں عوام کی بڑی تعداد غذائی قلت، افلاس اور عدم تحفظ کا شکار رہتی ہے۔ اس کے تباہ کن اثرات سب سے زیادہ خواتین، بچوں، نوزائیدہ افراد اور دیگر کمزور طبقات پر مرتب ہوتے ہیں۔ ایسے معاشروں میں زرعی پیداوار کے جدید ذرائع، سائنسی ٹیکنالوجی اور منصفانہ تقسیم کے نظام کا فقدان پایا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں غذائی بحران شدت اختیار کرلیتا ہے اور مہنگائی غریب عوام کے لیے بنیادی خوراک تک رسائی کو مزید مشکل بنا دیتی ہے۔ عصرِ حاضر میں بھوک محض خوراک کی کمی کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ معاشی ناانصافی، وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم اور کمزور پالیسی سازی کا نتیجہ بھی ہے۔ اسی تناظر میں اقوامِ متحدہ نے پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs 2030) میں بھوک کے خاتمے کو ایک بنیادی اور ترجیحی ہدف قرار دیا ہے۔

SDGs 2030 میں بھوک کے خاتمے کی حکمتِ عملی

* ایجنڈا 2030 کے تحت بھوک اور غذائی قلت کے خاتمے کے لیے درج ذیل اہداف مقرر کیے گئے ہیں:
* 2030 تک بھوک کا مکمل خاتمہ اور تمام افراد، خصوصاً غریب اور کمزور طبقات اور بچوں کو محفوظ، صحت مند اور غذائیت سے بھرپور خوراک تک رسائی۔
* 2030 تک غذائی قلت کی تمام اقسام کا خاتمہ۔
* 2025 تک پانچ سال سے کم عمر بچوں میں غذائی کمزوری (Stunting & Wasting) کے عالمی اہداف کا حصول۔

---

(1) البقرۃ:۲۶۱۔

(2) https://www.undp.org/sustainable-development-goals/zero-hunger ,

* حاملہ و دودھ پلانے والی خواتین، نوجوان لڑکیوں اور بوڑھے افراد کے لیے مناسب غذائیت کی فراہمی۔
* قومی سطح پر سماجی تحفظ کے نظام (Social Protection Systems) کا نفاذ تاکہ غریب اور نادار طبقات غذائی عدم تحفظ کا شکار نہ ہوں۔

یہ اہداف اگرچہ انسانی فلاح کے لیے مرتب کیے گئے ہیں، تاہم ان کا انحصار زیادہ تر ریاستی پالیسیوں، بیرونی امداد اور ترقیاتی منصوبوں پر ہے، جن کے نتائج اکثر دیرپا اور پائیدار ثابت نہیں ہوتے۔

اسلامی تصورِ بھوک اور غذائی تحفظ

اسلام ایک ہمہ گیر دین ہے جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں، بالخصوص بنیادی ضروریاتِ حیات کی فراہمی کو اجتماعی ذمہ داری قرار دیتا ہے۔ اسلام کے نزدیک بھوک اور غذائی عدم تحفظ محض معاشی مسئلہ نہیں بلکہ ایک سنگین اخلاقی اور سماجی بحران ہے، کیونکہ بھوک انسان کی جسمانی بقاہی نہیں بلکہ اس کے ایمان، کردار اور معاشرتی استحکام کو بھی متاثر کرتی ہے۔

قرآنِ مجید بھوک کے خاتمے کو امن اور معاشی استحکام کے ساتھ جوڑتا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ﴾[1]

"جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور خوف سے امن عطا فرمایا۔"

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ خوراک کی دستیابی انسانی زندگی کی بنیادی ضرورت اور معاشرتی استحکام کی شرط ہے۔

مساکین کو کھانا کھلانا: اعلیٰ ترین اخلاقی قدر

قرآنِ مجید میں مساکین، یتامیٰ اور محتاجوں کو کھانا کھلانے کو نیکی کے اعلیٰ ترین مراتب میں شمار کیا گیا ہے:

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾[2]

" اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔"

علامہ نسفیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اہلِ ایمان دوسروں کو اس وقت بھی کھانا کھلاتے ہیں جب خود محتاج ہوں، یا محض اللہ کی رضا کے لیے ایثار سے کام لیتے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں بھوک کے خاتمے کا تصور محض خیرات نہیں بلکہ منظم سماجی فریضہ ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے ایسے معاشرے کی نفی فرمائی جس میں پڑوسی بھوکا ہو اور صاحبِ استطاعت آسودہ حال رہے:

﴿لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَبِيتُ وَجَارُهُ إِلَى جَنْبِهِ جَائِعٌ﴾[3]

" وہ شخص کامل مومن نہیں جو خود سیر ہو کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔"

یہ حدیث اسلامی معاشرتی نظام کی بنیاد واضح کرتی ہے کہ بھوک کا خاتمہ فرد، معاشرہ اور ریاست تینوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

(1) القریش:۰۴۔

(2) الدھر:۰۸۔

(3) البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، **الادب المفرد**، **کتاب الجار**، **باب لا یشبع دون جاره**، رقم الحدیث:۱۱۲۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل اسلامی معاشرتی نظام کی روشن مثال ہے۔ قرآنِ مجید نے ان کے ایثار کو یوں سراہا:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾[1]

" وہ خود محتاج ہونے کے باوجود دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔"

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی واقعہ ہے کہ جس میں ایک انصاری صحابیؓ نے خود بھوکا رہ کر مہمان کو کھانا کھلایا، اس آیت کی عملی تفسیر ہے۔ اس سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ اسلام میں بھوک کا خاتمہ محض وقتی امداد نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاقی شعور اور اجتماعی احساسِ ذمہ داری کا نام ہے۔

اسلامی معاشی نظام اور ادارہ جاتی حل

اسلام نے بھوک کے مستقل اور پائیدار خاتمے کے لیے ادارہ جاتی نظام فراہم کیا ہے، جن میں زکوٰۃ، صدقات، صدقۃ الفطر، کفارات و فدیہ، وقف، بیت المال وغیرہ شامل ہیں۔ یہ نظام دولت کی منصفانہ گردش کو یقینی بناتے ہیں تاکہ کوئی فرد بھوک اور افلاس کا شکار نہ رہے۔

اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ جو افراد کسبِ معاش کی صلاحیت نہیں رکھتے—جیسے یتیم، بیوہ، بوڑھے اور معذور—ان کی کفالت ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾[2]

" اور ان کے مال میں سائل اور محروم کا حق مقرر ہے۔"

یہ تصور SDGs کے سماجی تحفظ (Social Protection) کے ہدف سے ہم آہنگ ہے، بلکہ اس سے زیادہ اخلاقی اور مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

اسلامی معاشی نظام میں انفاق، زکوٰۃ اور دولت کی گردش

اسلامی نظامِ معیشت میں غربت اور بھوک کے خاتمے کے لیے انفاق فی سبیل اللہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ قرآنِ مجید واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے، مگر اس کا خصوصی وعدہ ان لوگوں کے لیے ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں:

﴿وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ﴾[3]

"میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے، پس میں اسے ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔"

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ مالی عبادات خصوصاً زکوٰۃ اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ اور معاشرتی فلاح کا بنیادی ستون ہیں۔

(1) الحشر:۰۹۔

(2) الذاریٰت:۱۹۔

(3) الاعراف:۱۵۶۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 04 (2025)

قرآنِ مجید انفاق کو محض مالی لین دین نہیں بلکہ ایمان کی عملی علامت قرار دیتا ہے۔ جو شخص اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت عطا فرماتا ہے اور آخرت میں اجرِ عظیم سے نوازتا ہے:

﴿مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ-وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ﴾(1)

"اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔"

اور اسی طرح ایک اور جگہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ مَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾(2)

"اور جو کچھ تم اللہ کی خوشنودی کے لیے دیتے ہو، وہی لوگ (اجر میں) کئی گنا پانے والے ہیں۔"

یہ اصول اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اسلامی معیشت میں خرچ کرنا زوال نہیں بلکہ ترقی کا ذریعہ ہے، جبکہ بخل اور دولت کو روک لینا معاشرتی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔

جہاں انفاق اور زکوٰۃ باعثِ برکت ہیں، وہیں ان کی عدم ادائیگی پر قرآنِ مجید میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں:

- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی : کیونکہ حقیقی مالک اللہ ہے اور انسان محض امین ہے۔
- مخلوق کی حق تلفی : کیونکہ غریب، مسکین، بیمار اور محروم طبقات کا حق مالداروں کے مال میں مقرر ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِۙ-فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ﴾(3)

"اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔"

یہ وعید اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ دولت کا ارتکاز نہ صرف اخلاقی جرم ہے بلکہ معاشرتی فساد کا سبب بھی ہے۔

زکوٰۃ، عشر اور زرعی پیداوار

اسلامی معیشت میں زرعی پیداوار کو بھی غربت اور بھوک کے خاتمے سے جوڑا گیا ہے۔ قرآنِ مجید کا حکم ہے:

﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾(4)

" اور فصل کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔"

بارانی زمین پر عشر (10٪) اور سیراب زمین پر نصف عشر (5٪) واجب کیا گیا، تاکہ زرعی دولت بھی معاشرے کے کمزور طبقات تک پہنچے۔

(1) سباء:۳۹۔

(2) الروم:۳۹۔

(3) التوبۃ:۳۴۔

(4) الانعام:۱۴۱۔

وقف: پائیدار فلاحی نظام

وقف اسلامی معاشی نظام کا ایک اہم ادارہ ہے۔ جب کوئی مسلمان اپنی پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں مستقل طور پر وقف کر دے تو وہ صدقۂ جاریہ بن جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی قیمتی زمین وقف کی، حضرت عثمانؓ نے کنواں وقف کیا—یہ سب امتِ مسلمہ کی معاشی کفالت اور غذائی تحفظ کے عملی نمونے ہیں۔

خراج، فَے اور مالی وسائل

اسلامی ریاست میں فَے :وہ مال جو بغیر جنگ حاصل ہو اور اسی طرح خراج یعنی غیر مسلموں کی زمین پر مقررہ ٹیکس اور جزیہ و دیگر مالیات۔ ان سب کا مصرف قرآن نے واضح کر دیا:﴿كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ ﴾(1)"تاکہ دولت تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتی رہے۔" یہ اصول SDGs میں معاشی مساوات کے تصور سے براہِ راست ہم آہنگ ہے، بلکہ اس سے زیادہ مضبوط اخلاقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

اضطراری حالات میں ریاستی ذمہ داری

اسلامی فقہ کے مطابق اگر بیت المال کے وسائل غریبوں کی کفالت کے لیے ناکافی ہوں تو ریاست پر لازم ہے کہ عارضی ٹیکس (ضرائب) عائد کرے، جیسا کہ علامہ ابن حزمؒ کی رائے ہے۔ اس کا مقصد قدرتی آفات، قحط، جنگ یا اجتماعی مصیبت کے وقت عوام کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ اسلامی شریعت میں حفظِ مال کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ علامہ طاہر ابن عاشورؒ کے مطابق مال انسانی تمدنی زندگی کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اور اس کا درست استعمال ہی سماجی توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ اسلامی احکام غربت میں کمی، بھوک کا خاتمہ، اخلاقی تطہیر، مال کی ہوس سے نجات کو بیک وقت حاصل کرتے ہیں، جس سے مقاصدِ ضروریہ، حاجیہ اور تحسینیہ تینوں کی تکمیل ہوتی ہے۔

نتائج و بحث

* اقوامِ متحدہ کے SDGs 2030 غربت اور بھوک کے خاتمے کے لیے پالیسی اور امدادی فریم ورک فراہم کرتے ہیں، جبکہ اسلام ان اہداف کو ایمان، اخلاق اور عبادت سے جوڑ کر ایک ہمہ گیر اور پائیدار نظام تشکیل دیتا ہے۔ زکوٰۃ، انفاق، وقف اور ریاستی ذمہ داریوں پر مشتمل یہ نظام نہ صرف معاشی عدم مساوات کو ختم کرتا ہے بلکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیتا ہے جہاں بھوک اور افلاس اخلاقی طور پر ناقابلِ قبول بن جاتے ہیں۔
* SDGs 2030 بھوک کے خاتمے کو پالیسی سازی، غذائی پروگراموں اور ریاستی اقدامات کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں، جبکہ اسلام بھوک کو ایمان، اخلاق اور سماجی انصاف سے جوڑ کر اس کا جامع حل پیش کرتا ہے۔ اسلامی نظامِ معیشت فرد میں ایثار، معاشرے میں تعاون اور ریاست کو جواب دہ بنا کر ایک ایسا پائیدار نظام تشکیل دیتا ہے جس میں بھوک کے خاتمے کو وقتی نہیں بلکہ مستقل بنیادوں پر ممکن بنایا جا سکتا ہے۔
* اس تحقیق کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ غربت اور بھوک محض معاشی مسائل نہیں بلکہ یہ اخلاقی، سماجی اور

(1) الحشر:۰۷۔

پالیسی سطح کی ناکامیوں کا نتیجہ ہیں۔ اقوام متحدہ کے پائیدار ترقیاتی اہداف (SDGs 2030) میں ہدف نمبر 1 اور ہدف نمبر 2 کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، جن کا مقصد بالترتیب غربت کا خاتمہ اور بھوک سے پاک دنیا کا قیام ہے۔ اسلام ان دونوں اہداف کو نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ ان کے لیے ایک جامع، ہمہ گیر اور پائیدار نظام بھی فراہم کرتا ہے۔

* تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام میں غربت اور بھوک کے خاتمے کا تصور انفرادی خیرات تک محدود نہیں بلکہ اسے ایک اجتماعی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ، صدقات، عشر، وقف اور بیت المال جیسے ادارہ جاتی نظام اس بات کا عملی ثبوت ہیں کہ اسلامی معاشی نظام دولت کی گردش اور معاشرتی توازن کو یقینی بناتا ہے۔ قرآنِ مجید نے دولت کے ارتکاز کو سخت ناپسند کیا اور اس بات پر زور دیا کہ معاشی وسائل صرف چند ہاتھوں تک محدود نہ رہیں، بلکہ کمزور اور محروم طبقات تک پہنچیں۔
* اسی طرح بھوک کے مسئلے پر اسلامی تعلیمات نہایت حساس اور واضح ہیں۔ قرآن و حدیث میں بھوکے کو کھانا کھلانے کو ایمان کی علامت اور اعلیٰ ترین نیکی قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عملی زندگی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اسلامی معاشرہ اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ہر فرد کی بنیادی غذائی ضروریات پوری نہ ہوں۔ ایثار، مواسات اور پڑوسی کے حقوق جیسے تصورات بھوک کے خاتمے کے لیے مضبوط سماجی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔
* یہ بھی واضح ہوا کہ SDGs اور اسلامی تعلیمات میں ایک فکری ہم آہنگی پائی جاتی ہے، تاہم اسلام ان اہداف کو محض پالیسی سطح پر نہیں بلکہ ایمان، اخلاق اور جواب دہی کے تصور سے جوڑ کر زیادہ مؤثر اور دیرپا بناتا ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی معاشی نظام، اگر اپنی اصل روح کے ساتھ نافذ ہو، تو ہدف نمبر 1 اور 2 کے حصول میں ایک مضبوط متبادل اور تکمیلی ماڈل فراہم کر سکتا ہے۔

تجاویز و سفارشات

مندرجہ بالا بحث اور نتائج کی بنیاد پر درج ذیل تجاویز و سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

* ریاستی سطح پر زکوٰۃ، صدقات اور عشر کے نظام کو مؤثر، شفاف اور مربوط بنایا جائے تاکہ غربت اور بھوک کے شکار طبقات تک مالی وسائل بروقت پہنچ سکیں۔ زکوٰۃ کے مصارف کو خاص طور پر غذائی تحفظ، صحت اور روزگار سے جوڑا جائے۔
* تعلیمی نصاب، مساجد اور میڈیا کے ذریعے اس شعور کو فروغ دیا جائے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا محض نیکی نہیں بلکہ اجتماعی فرض ہے۔ پڑوسی، یتیم، بیوہ اور مسافر کے حقوق کو عملی طور پر نافذ کیا جائے۔
* تعلیم، صحت اور غذائی ضروریات کے لیے وقف کے ادارے کو جدید تقاضوں کے مطابق منظم کیا جائے۔ زرعی زمینیں، تعلیمی ادارے اور ہسپتال وقف کر کے غربت اور بھوک کے دیرپا حل فراہم کیے جا سکتے ہیں۔
* اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دولت کے چند ہاتھوں میں جمع ہونے کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ ایسے معاشی نظام اپنائے جائیں جو وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائیں تاکہ غربت اور بھوک کا دائرہ محدود ہو۔
* اسلام نے محنت کو عبادت قرار دیا ہے، لہٰذا ریاست اور معاشرہ ایسے مواقع فراہم کریں جن سے افراد خود کفیل بن سکیں، اور جو افراد کسی مجبوری کے باعث محنت کے قابل نہ ہوں ان کی کفالت کو یقینی بنایا جائے۔
* پالیسی سازی میں SDGs 2030 کے اہداف کو اسلامی معاشی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کر کے نافذ کیا جائے تاکہ غربت اور بھوک کے خاتمے کے لیے ایک مؤثر، اخلاقی اور پائیدار ماڈل تشکیل دیا جا سکے۔